

بنگالی زبان و ادب پر فارسی کا اثر

ڈاکٹر محمود عالم *

تلخیص:

زبان بنگالی ایک آریائی زبان ہے جو نویں صدی عیسوی سے ہندوستان میں رائج تھی اور آج کل اسے صرف بنگال غربی (مشرقی ہندوستان کا حصہ) میں مقامی زبان کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ کچھ تبدیلیوں کے ساتھ یہ زبان بنگلا کے نام سے بنگلادیش کی سرکاری زبان بھی ہے (یاد رہے کہ بنگلادیش، ہندوستان کی تقسیم سے پہلے ہندوستان کا حصہ تھا)۔ بارہویں صدی عیسوی کے آخر میں مسلمانوں کا بنگال میں ورود اس خطے اور بنگالی زبان کے لیے ایک نیا دور لے کر آیا۔ اس وقت بنگال کے حکمران سنسکرت زبان کے حامی تھے اور بنگالی زبان عوام کی بول چال کی زبان تھی۔ تاہم، مسلم فاتحین کے اس علاقے پر تسلط کے بعد سنسکرت زبان زوال پذیر ہوئی۔ مسلم حکمران (جیسے کہ اختیارالدین محمد بختیار خلجی) جو ترک النسل تھے، ان کی سرکاری اور سیاسی زبان فارسی تھی، اور عربی کو مذہبی معاملات میں استعمال کیا جاتا تھا، جبکہ وہ بنگالی زبان کی حمایت بھی کرتے تھے۔ یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ فارسی زبان کا بنگالی زبان پر گہرا اثر پڑا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسلمان فاتحین کے بنگال میں آنے سے پہلے ہی اس علاقے کی غیر مسلم تحریروں میں فارسی اور اسلامی عناصر کا اثر واضح طور پر نظر آتا تھا اور بارہویں صدی سے

* اسٹنٹ پروفیسر فارسی، حیدرآباد دکن یونیورسٹی

میلے کی تحریروں میں فارسی، قدیم فارسی اور پہلوی زبان کے کئی الفاظ دیکھے جاسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، الفاظ جیسے خدا، جنت، محمد، پیغمبر، قاضی، مولانا، فقیر، پوست، موپک (کفش دوز)، سکہ وغیرہ۔ یہ بھی قابل ذکر ہے کہ مسلم حکمرانوں نے بنگالی زبان کے شعرا، ادبا اور دانشوروں کی بھی حوصلہ افزائی کی، یہاں تک کہ اسی دور میں فارسی کے مشہور آثار سے متاثر ہو کر بنگالی میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں، جیسے: "لیل و مجنون" دولت وزیر بہرام سے، "مقتول حسین" محمد خان سے، "رستم و سہراب"، "حاتم طائی"، "قصہ یوسف و زلیخا" وغیرہ۔²

اس مقالے کا مقصد یہ دکھانا ہے کہ بنگال میں مسلم حکمرانوں کے تسلط کے دوران، بنگالی زبان پر فارسی کا اثر پڑا اور فارسی کے کئی الفاظ بنگالی کے لہجے اور بول چال میں شامل ہو گئے۔ آج بھی بنگال کے علاقے اور بنگالی زبان میں فارسی کے اثرات مختلف سرکاری، تجارتی، عدالتی اور دیگر کاموں میں واضح ہیں۔ کچھ فارسی الفاظ جو سنسکرت اور بنگالی کے الفاظ کی جگہ استعمال ہوتے ہیں، ان میں شامل ہیں: شہر (نگر کے بجائے)، زمین (بھومی کے بجائے)، خزانہ (ٹاکہ کے بجائے) وغیرہ۔

کلیدی الفاظ: زبان بنگالی، زبان فارسی، ایالت بنگال ہندوستان، فارسی کے الفاظ۔

بنگالی زبان ایک آریائی زبان ہے جو نویں صدی عیسوی سے ہندوستان میں رائج ہے اور آج کل یہ صرف بنگال کے مغربی ریاست (مشرقی ہندوستان) میں مقامی زبان کے طور پر جانی جاتی ہے۔ تھوڑی تبدیلیوں کے ساتھ یہ "بنگلا" کے نام سے بنگلہ دیش کی سرکاری

زبان بھی ہے۔ مسلمانوں کا بنگال میں آنا بارہویں صدی عیسوی کے آخر میں اس خطے اور بنگالی زبان کے لیے ایک نیا دور لے کر آیا۔ 1203 عیسوی میں ہندوؤں کی حکمرانی (لکشمین سینا) زوال پذیر ہوئی اور مسلمان فاتحین نے مشرقی ہندوستان کے اس حصے میں اپنی حکمرانی کا آغاز کیا۔ اختیارالدین محمد بختیار خلجی (جو 1206 عیسوی میں وفات پا گئے) محمد غوری کے ایک اہم سپہ سالار تھے۔ انہوں نے 1203 عیسوی میں لکشمین سینا کی حکومت کو شکست دی۔ یہ شکست ہندو حکمرانی کے خاتمے اور مسلمان حکمرانی کی فتح کا اعلان تھا۔

مسلمان حکمران (اختیارالدین محمد بختیار خلجی) جو اس سرزمین پر آئے، اصلاً ترک نہاد تھے۔ ان کی سرکاری اور سیاسی زبان فارسی تھی، اور عربی کو مذہبی زبان کے طور پر اپنے تعلقات میں استعمال کیا جاتا تھا۔ اسی دوران وہ بنگالی زبان کی بھی حمایت کرتے تھے۔ اس وقت کے بنگال کے حکمران سنسکرت زبان کے حامی تھے، اور بنگالی زبان عوامی گفتگو کی زبان تھی۔ لیکن جب مسلمان فاتحین نے اس علاقے پر تسلط جمایا، تو سنسکرت زبان زوال پذیر ہو گئی۔ شاید اسی وجہ سے فارسی زبان نے بنگالی زبان پر گہرا اثر ڈالا۔ دین اسلام کا اثر بھی تمام پہلوؤں میں معاشرت پر پڑا۔

بارہویں صدی عیسوی کے اختتام تک بنگالی زبان ابتدائی دور میں تھی اور ابھی تک معاشرت میں پوری طرح مستحکم نہیں ہوئی تھی۔ اسی لیے فارسی زبان کا بنگالی زبان کے ساتھ امتزاج نے اس زبان کو ایک نیا رنگ اور حُسن دیا۔ مسلمان بادشاہوں نے نہ صرف بنگالی زبان کی بلکہ اس کے شعرا اور ادیبوں کی بھی حمایت کی اور اپنے دربار میں ان کی

موجودگی کا خیر مقدم کیا۔ اس دور میں بنگالی زبان میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ بہت جلد فارسی زبان اور دین اسلام کا اثر بنگالی معاشرت اور زبان پر ظاہر ہونے لگا، یہاں تک کہ سلطان شمس الدین الیاس شاہ (۱۳۴۲-۱۳۵۲) کے دور حکومت میں بہت سے ہندو اسلام قبول کرنے لگے۔ بنگالی کے کئی دانشور اور ادیب شمس الدین الیاس شاہ کے دربار سے وابستہ تھے۔ فارسی سے بنگالی میں ترجمہ کی فہرست بہت طویل ہے، اور یہ مضمون اس کی تفصیل نہیں دے سکتا، اس لیے یہاں صرف ان کے ناموں کا ذکر کیا گیا ہے۔

سلطان غیاث الدین اعظم شاہ (۱۳۸۹-۱۴۰۹) کے دور میں فارسی زبان اپنے عروج اور کمال کو پہنچ گئی۔ سلطان نہ صرف فارسی زبان کے بڑے حامی تھے بلکہ انہوں نے خواجہ حافظ شیرازی کو بھی بنگال مدعو کیا۔ حافظ شیرازی کی موجودگی سے بنگالی معاشرت اور ادب میں فارسی کے اثرات مزید گہرے ہوئے، اور فارسی ادب کے اثرات بنگالی شاعری اور نثر میں واضح طور پر دکھائی دینے لگے۔ یہ دور بنگالی ادب کی ترقی کے لیے بہت اہم ثابت ہوا، جہاں فارسی ادب نے ایک نیا رنگ اور جہت پیدا کی۔ سلطان غیاث الدین اعظم شاہ نے نہ صرف مکہ و مدینہ کے شہر کی تعمیرات کے لیے اخراجات کا ایک حصہ بھیجا بلکہ زبان بنگالی کی حمایت بھی کی۔ اس کے علاوہ، وہ زبان مای تہلی کو فروغ دینے کے لیے بھی بہت ساری کوششوں میں مصروف رہے۔ دربار میں ایک شاعر، ویدیا پاتی، بھی رہتے تھے۔ بنگالی کے مشہور شاعر کرتی واس سلطان جلال الدین محمد شاہ (۱۴۱۶-۱۴۳۰) کے عہد میں زندہ تھے۔ انہوں نے کتاب راماین کو سنسکرت سے بنگالی زبان میں ترجمہ کیا، جس کے باعث وہ سلطان کی خصوصی عنایتوں کے مستحق قرار پائے۔ اسی طرح،

بنگالی زبان کے بڑے شاعروں میں سے مالا دھرواسو اور زین الدین سلطان شمس الدین یوسف شاہ (۱۲۷۴-۱۳۸۱) کے دربار سے وابستہ تھے۔ سلطان کی سرپرستی میں، انہوں نے اہم کتابیں تصنیف کیں، جیسے سری کرشن و بچایا (کرشن کی فتح) جو مالا دھرواسو نے لکھی، اور رسول و بچایا (پیغمبر کی فتح) جو زین الدین نے تحریر کی۔

اس کے علاوہ، اس دور میں مہا بھابلی نامی کتاب بھی بنگالی زبان میں تحریر کی گئی، جس کا موضوع تاریخ اجتماعی تھا۔ یہ کتاب اس دور کی سماجی تاریخ کو بیان کرتی ہے اور بنگالی ادب میں ایک اہم مقام رکھتی ہے۔

سید سلطان علاء الدین حسین شاہ (۱۳۹۳-۱۵۱۹) عرب نژاد تھے اور انہوں نے بنگال کے ایک خاندان کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ حسین شاہ اور ان کے بیٹے نصرت شاہ نے بنگالی زبان اور ادب کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ ایک معروف شاعر دامودر سین نے کرشن منگل کے نظم پر کام کیا اور سید سلطان علاء الدین حسین شاہ سے یوراج خان کا لقب حاصل کیا۔

ایک اور شاعر ویرپائی نے ۱۴۹۵ میں ایک کتاب منسا و بچایا کو نظم میں ڈھالا۔ اس نظم کے آغاز میں انہوں نے اپنے آبا کا ذکر کرنے کے بعد ممدوح حسین شاہ کا نام بھی لیا۔

مسلمان حکمرانوں میں سے، جیسے (ناصر الدین ابوالمنظرف شاہ) ۱۵۱۹-۱۵۳۲، ان کے بیٹے (علاء الدین فیروز شاہ) ۱۵۳۲-۱۵۳۳ (اور غیاث الدین محمود شاہ) نے بھی بنگالی زبان کی حمایت کی اور دانشوروں کی قدر کی، جس کے نتیجے میں اس دور میں کئی اہم کتابیں بنگالی زبان میں ترجمہ کی گئیں۔ آج کل یہ کتابیں بھارت کی مختلف کتابخانوں میں محفوظ ہیں۔ رامائی

پاندت بنگالی زبان کے عظیم شاعروں میں سے ایک تھے، جو دسویں صدی کے آخر میں بیکورا، بنگال میں رہتے تھے۔ وہ بدھ مذہب کے پیروکار تھے اور سونیا پوران کے نام سے ایک کتاب لکھی جو بدھ مت کے موضوع پر تھی۔ یہ کتاب ۵۶ ابواب پر مشتمل تھی اور کلکتہ میں چھپی تھی۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ مسلمان فاتحین کے بنگال میں آنے سے پہلے، فارسی اور اسلامی عناصر کا اثر غیر مسلم بنگالی تحریروں میں واضح طور پر دکھائی دیتا تھا، اور دسویں سے گیارھویں صدی تک، فارسی، فارسی قدیم اور پهلوی کے کئی الفاظ بنگالی ادب میں استعمال ہو چکے تھے۔ مثال کے طور پر: خدا، جنت، محمد، پیغمبر، حوabi بی، غازی، شیخ، نور، قاضی، مولانا، فقیر اور دیگر۔

شاعران بنگالی

دولت قاضی اور علاء الحق ساتویں صدی کے مشہور بنگالی شاعروں میں شامل ہیں، جو مختلف زبانوں میں ماہر تھے اور انہوں نے فارسی ادب کے اہم کاموں کو بنگالی میں ترجمہ کیا۔ علاء الحق، جو کہ فارسی کے ماہر تھے، سب سے پہلے سیف الملوک اور بدائع الجبال کو بنگالی میں ترجمہ کرنے والے شاعروں میں سے تھے۔ اس کے علاوہ، نظامی گنجوی کی ہفت پیکر اور اسکندر نامہ بھی علاء الحق نے بنگالی میں ترجمہ کیا۔ دوسری جانب، محمد عبدالرزاق نے سیف الملوک اور لال بانو کی کہانی کو علاء الحق اور دونا غازی کے طریقے پر تحریر کیا، جبکہ عبدالحمیم نے سیف الملوک کی کہانی کو لال متی کے ساتھ منسلک کیا۔ مرشد قلی خان اور شاہ پور عظیم الشان جیسے حکمرانوں نے بھی بنگالی ادب کی سہ پرستی کی اور ہندوؤں و

مسلمانوں دونوں کو یکساں اہمیت دی۔ یہ حکمران نہ صرف مسلمانوں بلکہ ہندوؤں کو بھی اہم سرکاری عہدوں پر فائز کرتے تھے، جس سے بنگالی ادب میں دونوں ثقافتوں کا اثر بڑھا۔

واقعہ جنگِ کربلا شاعروں اور مصنفین میں بہت مشہور رہا ہے اور اسی وجہ سے شاعروں نے اس واقعے کو بار بار تحریر کیا ہے۔ سید سلطان نے 1654 میں ایک کتاب رسولیر و بھاسی (پیروزی رسول) لکھی۔ اس کتاب میں اس نے ہندو خداؤں کے علاوہ اسلام کے پیغمبر کا بھی ذکر کیا ہے۔ واقعہ کربلا اور جنگِ حن و حسین کی داستان محمد خان کی کتاب مقتلِ حسین (1645) میں بہت مشہور ہے۔ نصر اللہ خان اور منصور کی جنگ نامہ بھی قابل ذکر ہے، جسے سلطان محمود شاہ کے حکم پر تالیف کیا گیا تھا۔

ایک اور شاعر حیاتِ محمود نے 18ویں صدی میں محرم پروا (جنگ نامہ) نامی کتاب لکھی جس میں جنگِ کربلا کے واقعات کو بیان کیا گیا۔ اس کے مشہور فارسی تراجم میں بہت ادپیش (1733)، ہتاج نامہ وانی (1753)، اور امبیا وانی (1758) شامل ہیں۔

بہارت چند رائے، 18ویں صدی کے بنگالی شاعروں میں سب سے مشہور تھے۔ چونکہ وہ فارسی زبان میں مہارت رکھتے تھے، ان کی شاعری میں فارسی کے کئی الفاظ جیسے پیر، فقیر، سلام، بالائے، قنات وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔ ان کی بعض اشعار میں ایک مصرعہ اردو میں اور دوسرا فارسی میں ہوتا تھا:

"باید کہ گوید رو برو
کا ہے مرے رو رو کے

در جان من آید خوشی
 پریم کر خوش ہو کے
 "یادت نموده جان کشی
 بھارت فقیر کھو کے"

غریب اللہ، اوائل 18 ویں صدی کا مشہور شاعر، نے جنگ نامہ امیر حمزہ اور یوسف زلیخا کی جامی کی کہانیوں کا بنگالی میں ترجمہ کیا تھا، جو عوام میں بہت مقبول ہوا۔ سید حمزہ نے جنگ نامہ امیر حمزہ کا دوسرا حصہ (1792-93) لکھا، اور شاعر حنیف نے 1793 میں اس کہانی کا تیسرا حصہ مکمل کیا۔ حنیف کا ایک اور مشہور کام قصہ حاتم طائی (1804) ہے۔ مغل بادشاہوں نے بھی ادب اور ثقافت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا، اور ان کی سرپرستی میں بنگالی ادب نے ترقی کی۔ اس دور میں فارسی کی اہمیت بڑھ گئی، اور مختلف فارسی کتابوں کا بنگالی میں ترجمہ کیا گیا۔ ان کا اثر اب بھی بنگالی ادب میں نظر آتا ہے، جہاں فارسی کے کئی الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں، جیسے قاضی (دھرم آدمی) کاری کے بجائے (پیک) سینا کے بجائے، (شہر) نگر کے بجائے، خزانہ (ٹاکہ کے بجائے) وغیرہ۔ مغلیہ بادشاہوں کا رویہ ہندو مذہب کے پیروکاروں کے ساتھ بھی بہت دوستانہ تھا اور شاعروں و مصنفین نے بھی اپنے زمانے کے بادشاہوں کی سرپرستی قبول کی اور ان کے مدحیہ اشعار میں شامل ہوئے۔ اس گروہ کے شاعروں اور مصنفین کے آثار میں اس بات کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ مادھو اپاریہ کی مداح نگر شمسنگلا اور اکبر شاہ کے بارے میں تحریریں

ابھی تک محفوظ ہیں، جن میں وہ اکبر شاہ کو طاقت اور صلاحیت میں ارجن (مہابھارت کے ایک اہم کردار) سے تشبیہ دیتے ہیں۔

ایک اور شاعر کرشنا رام داس نے اپنی کتاب کالیکا مسگلا میں اورنگزیب (ف 1607) کی مدح کی اور اسے رام (ہندوؤں کے پیغمبر) کے ساتھ موازنہ کیا۔ شاہ پور عظیم الشان (1697-1712) نے اپنے والد بہادر شاہ کے بعد بنگال کا گورنر بن کر اپنے دور میں شاعروں اور صوفیوں کی عزت افزائی کی۔ وہ ادبی محفلوں میں علماء اور فضلاء کے ساتھ شرکت کرتے اور فقہ، حدیث اور مولانا جلال الدین رومی کے اشعار پر بحث کرتے۔ شاہ پور کے بعد مرشد قلی خان (ف 1727) نے مرشد آباد کا گورنر بن کر نہ صرف مسلمانوں کی سرپرستی کی بلکہ ہندوؤں کو بھی اپنے زیر نگرانی رکھا۔ ہندوؤں کو اہم عہدوں پر فائز کیا گیا اور مرشد قلی خان انہیں مختلف اعزازی القاب دیتا تھا جیسے دیوان، قانون گو، رای رایان، دستہ دار، بخشی، لشکر، منشی، خان، سرکار وغیرہ۔ یہ القاب آج بھی بنگالی ہندو خاندانوں کے ناموں میں پائے جاتے ہیں۔ 18 ویں صدی میں مرشد آباد میں فارسی ادب کی بڑی فعالیت رہی اور اس دوران بہت سے ایرانی شاعروں، مصنفوں اور ادیبوں نے وہاں آکر سکونت اختیار کی۔ جیسا کہ تاریخ منصوری کے مؤلف نے کہا:

"مرشد آباد میں فضل الہی سے اثنا عشری مذاہب کا رواج ہے اور تعزیه داری کو اہم عبادت سمجھا جاتا ہے۔ کوئی بھی گھر ایسا نہیں ہے جو اس سعادت سے خالی ہو۔"

بنگالی شاعروں اور مصنفوں کی کوششوں سے فارسی زبان بنگال کے عوام کی روزمرہ زبان بن گئی تھی۔ بنگالی میں لکھنے والے شعراء و ادباء کے لیے فارسی زبان کو نظر انداز کرنا مشکل

تھا۔ مغلیہ بادشاہوں اور سلاطین نے دونوں زبانوں کی ترویج اور تحفظ کے لیے شاعروں و ادیبوں کی سپہرستی کی۔ یہی ایک اہم وجہ تھی کہ فارسی زبان اور اسلامی ثقافت کا اثر بنگالی ادب پر 14 ویں سے 18 ویں صدی تک بہت گہرا رہا۔ اس دوران سنسکرت زبان کی اہمیت کم ہوتی گئی اور فارسی اور عربی کے الفاظ نے سنسکرت کے الفاظ کی جگہ لے لی۔

ترجمہ لیلیٰ و مجنون از دولت بہرام خان:

بہرام خان 16 ویں صدی کے بنگالی زبان کے ممتاز ترین شاعر تھے۔ وہ فارسی زبان سے مکمل واقفیت رکھتے تھے اور 1575 عیسوی میں لیلیٰ و مجنون کی کہانی کو بنگالی زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ آزاد نوعیت کا تھا اور عوام میں بہت مقبول ہوا۔ اس کتاب کا 1957 میں احمد شریف کی تصحیح کے ساتھ ڈھاکا (موجودہ بنگلہ دیش) میں دوبارہ اشاعت ہوئی۔

قصہ لیلیٰ و مجنون کی نثر بنگالی میں:

شیخ فضل الکَریم (1882-1938) بنگالی کے مشہور شعراء میں سے تھے۔ انہوں نے لیلیٰ و مجنون کی کہانی کو بنگالی نثر میں لکھا، جو بنگال میں بہت مقبول ہوئی۔ اس تحریر میں انہوں نے فارسی کے مختلف ماخذوں سے استفادہ کیا ہے۔

کتاب سوالات موسیٰ:

سوالات موسیٰ ایک مشہور کتاب ہے جو بنگال میں بہت مقبول ہے، مگر یہ ابھی تک واضح نہیں ہو سکا کہ یہ رسالہ جو خدا اور حضرت موسیٰ کے درمیان سوالات اور مکالمات پر مشتمل ہے، کب لکھا گیا اور اس کا مصنف کون تھا؟ اس رسالے کو کئی بار فارسی سے

بنگالی میں ترجمہ کیا گیا۔ نصر اللہ خان (1570-1625) اور سید نور الدین (18ویں صدی) نے اس رسالے کا فارسی سے بنگالی میں ترجمہ کیا۔

تراجم ہفت پیکر اور اسکندر نامہ:

علاؤ الحق بنگالی کے پہلے شاعر تھے جنہوں نے فارسی آثار کو بنگالی زبان میں ترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ، اس نے سیف الملوک اور بدائع الجمال کے ساتھ ساتھ ہفت پیکر اور اسکندر نامہ (نظامی گنجوی) کو بھی بنگالی میں ترجمہ کیا۔ اس نے اسکندر نامہ کا ترجمہ دارا اور سکندر کے نام سے کیا۔ دونوں کتابیں بنگالی ادب کے انداز میں اور سنسکرت کی آمیزش کے ساتھ ترجمہ کی گئیں۔

ترجمہ کتاب تحفہ:

تحفہ ایک فقہ پر مبنی کتاب ہے جس کے مصنف یوسف گدا ہیں۔ یہ کتاب 1392 عیسوی میں لکھی گئی اور سید علاؤ الحق نے 1659 میں اسے بنگالی میں ترجمہ کیا۔ یہ کتاب بنگال کے مسلمانوں میں بہت مقبول ہے اور وہ فقہی مسائل میں اس کا استعمال کرتے ہیں۔

تراجم داستان گل ربکا ولی:

داستان گل ربکا ولی ایک مشہور ہندوستانی کہانی ہے جو 1604 عیسوی میں شیخ عزت اللہ نے فارسی میں منظوم کی۔ یہ کہانی زین الملوک، مشرق تان کے بادشاہ کی ہے۔ اس کے چار بیٹے تھے، اور جب پانچواں بیٹا پیدا ہوا، تو نوجویوں نے بادشاہ کو اس کا دیدار کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ اگر وہ اپنے بیٹے کو تاج الملوک دکھائے گا، تو اس کی آنکھیں چلی جائیں گی۔

بادشاہ نے سالوں تک اپنے بیٹے کو نہیں دیکھا۔ ایک دن اچانک وہ جنگل میں تاج الملوک دیکھتا ہے اور نجومیوں کے کہنے کے مطابق، وہ اندھا ہو جاتا ہے۔ نجومی علاج کی ایک تدبیر تجویز کرتے ہیں کہ جزیرہ فردوس میں ایک قصر ہے جہاں ایک پری بکاولی رہتی ہے۔ اس قصر میں ایک حوض ہے جس میں ایک خاص گل ہے اور اس گل کا عرق بادشاہ کی آنکھوں کا علاج کرتا ہے۔ زین الملوک اس گل کو جزیرے سے چرا کر لاتا ہے اور بادشاہ کی بینائی واپس آ جاتی ہے۔ جب بکاولی کو اس چوری کا علم ہوتا ہے، تو وہ زین الملوک کو تلاش کرتے ہوئے مشرقستان پہنچتی ہے اور پھر اس کے ساتھ شادی کرتی ہے۔

اس کہانی میں مصنف نے سعدی اور حافظ کے اشعار کا بھی استعمال کیا ہے اور اس کی عارفانہ نوعیت کو بہت خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ یہ کہانی ہندوستان میں بہت مشہور ہے اور کئی بار بنگالی میں ترجمہ ہو چکی ہے، جن میں محمد نواز شمس خان کا ترجمہ اور محمد مصطفیٰ (1760) کا ترجمہ شامل ہیں۔ اردو میں سنہال چند لاهوری نے 1703 میں مذہب عشق کے نام سے اس کا ترجمہ کیا تھا۔

تراجم داستان امیر حمزہ:

داستان امیر حمزہ کے تراجم میں عبدالنبی (1684) کا ترجمہ، غریب اللہ کا ترجمہ، اور سید حمزہ (1792) کا ترجمہ شامل ہیں۔

ترجمہ کتاب وہ مجالس:

اس کتاب کے مصنف اور سال تالیف کا علم نہیں ہے۔ تاہم، یہ کتاب عبدالکریم خواندکار نے 1705 میں ترجمہ کی۔ کتاب میں پیغمبروں اور اسلامی بزرگان کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور اس کا ایک نسخہ بنگال کی ایسٹ انڈی کمپنی کی لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس کتاب کا ماخذ روضہ الشہداء ہے جو حسین واعظ کاشفی کی تالیف ہے۔ سید عبدالحی نے اس کتاب کا اردو ترجمہ 1732 میں کیا۔

مجموعی طور پر، مغل حکمرانوں اور مسلمان شعراء و ادباء کے تعاون سے، فارسی اور اسلامی ثقافت کا اثر بنگالی ادب پر گہرائی سے ہوا، اور بنگالی ادب میں فارسی کے الفاظ اور شیوہ کو اپنانا ایک معمول بن گیا۔

بنگالی زبان میں فارسی کتابوں کے تراجم کی فہرست

۱۔ حاتم طائی از سید محمد حمزہ

۲۔ طوطی نامہ از ضیاء الدین نجیبی و از چاندی چرن منشی

۳۔ ترجمہ شاہنامہ در نظم از مزمل حق

۴۔ ترجمہ رستم و سہراب (درام) از دو بجنہ رلال رای

۵۔ ترجمہ رباعیات عمر خیام از کانتی چاند رگوش

۶۔ ترجمہ غزلیات حافظ از کانتی چاند رگوش

۷۔ ترجمہ غزلیات حافظ از کیشب چاند ر سین

۸۔ ترجمہ غزلیات حافظ از ستندرنات دت

۹۔ ترجمہ غزلیات حافظ از کیشب چاند ر سین

- ۱۰۔ ترجمہ و شرح غزلیات حافظ از قاضی اکرام حسین
 - ۱۱۔ ترجمہ غزلیات حافظ (کامل) از قاضی نذیر الاسلام
 - ۱۲۔ ترجمہ غزلیات حافظ از شہیدالہ
 - ۱۳۔ ترجمہ تذکرہ الاولیاء عطار از گریش چاند رسین
 - ۱۴۔ ترجمہ گلستان و بوستان سعدی از حبیب الرحمن
 - ۱۵۔ ترجمہ ریاض السلاطین از رام پرین گوپتا
 - ۱۶۔ ترجمہ پندنامہ عطار از انیس العالم
 - ۱۷۔ ترجمہ تحفہ الموحدین رام موہن رامی از جوتی دینانات داس
- محاکمہ:

ان تراجم کا مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ بنگال میں مسلمان حکمرانوں کے غلبے کے دوران، بنگالی زبان پر فارسی کا گہرا اثر مرتب ہوا، اور فارسی کے کئی الفاظ بنگالی کی لہجے اور بول چال میں شامل ہو گئے۔ ایک اہم بات جو نظر انداز نہیں کی جاسکتی، وہ یہ ہے کہ اس دور میں مسلمانوں اور ہندو شاعروں و مصنفین نے بنگال میں فارسی زبان میں بہت سی کتابیں لکھیں، اور آج بھی یہ کتابیں بنگال کے مختلف اہم کتابخانوں جیسے کہ "ایشیائی سوسائٹی لائبریری"، "نیشنل لائبریری، کلکتہ"، اور "ہزار دواہی لائبریری، مرشد آباد" میں محفوظ ہیں۔

آج کل، بنگال میں فارسی کے اثرات واضح طور پر مختلف سرکاری، تجارتی اور عدالتی کاموں میں نظر آتے ہیں، جہاں مخصوص فارسی لہجے کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں، جیسے کہ:

- "اوکیل" (وکیل کے لیے)
- "جمن" (زمین کے لیے)
- "بابار" (بازار کے لیے)
- "کاگجات" (کاغذات کے لیے)
- "بالش" (بنکیمہ کے لیے)
- "جور" (حضور کے لیے)
- "طرفدار" (مداح یا حمایتی کے لیے)
- "جامہ" (کپڑے کے لیے)

اسی طرح، کچھ فارسی کے الفاظ جو سنسکرت یا بنگالی کے الفاظ کی جگہ استعمال ہوتے ہیں، ان میں شامل ہیں:

- "شہر" (نگر کے بجائے)
- "زمین" (بھومی کے بجائے)
- "خزانہ" (ٹاکہ کے بجائے)
- وغیرہ۔

یہ تمام عناصر اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ فارسی زبان اور اس کی ثقافت کا بنگالی معاشرت اور زبان پر گہرا اور دیرپا اثر رہا ہے۔
حواشی و حوالہ جات:

سلطان غیاث الدین اعظم شاہ نے حافظ کو بنگال مدعو کیا اور حافظ کے لیے ایک مصرعہ بھیجا، لیکن حافظ ہندوستان کا سفر نہیں کر سکے۔ سلطان کے مصرعہ کے جواب میں حافظ نے ایک غزل بھیجی، جس کا مطلع یہ تھا:
"ساقی حدیث سرو و گل ولالہ می رود
زویں بحث ثلاثہ غسالہ می رود"۔۔۔

خط کی عام مقامی زبانوں میں سے ایک۔

عطا کریم برق کاپی ایچ ڈی مقالہ، تائید فارسی در ضروب المثال بنگالی، تہران یونیورسٹی، ۱۹۶۶، ص ۱۲۵
ایضاً

یہ کتاب رادھا اور کرشن کی محبت کی کہانی پر مشتمل ہے۔

بھٹا چاریہ شانتی رنجن بنگالی ادب کی تاریخ، سابتیہ اکیڈمی، دہلی، ۱۹۷۵۔ ص ۱۲۴-۱۲۵۔

مہا بھارت کے ترجمے کا کام ان کے والد سلطان نصرت شاہ کے دور میں شروع ہوا اور ان کے دور میں ختم ہوا۔

بھٹا چاریہ۔ ص ۲۴۲۔

ایضاً۔ ص ۲۴۲-۲۵۴۔

ایضاً ۲۴۴

برق، ص ۱۳۶

^{xii} Journal of the Asiatic Society of Bengal, vol. 36, P.I, p. 92

برق، ص ۱۴۵-۱۴۴

ایضاً ص ۱۸۴

ایضاً

ایضاً ص ۱۸۴۔

ایضاً ص ۱۸۸۔

منابع انگریزی

1. Abid Husain, S, *The National Culture of India*, NBT, India, 2003.
2. Abdur Rahim, M, *Social and Cultural History of Bengal*, vol I, Karachi, 1963.
3. Das, Sisir Kumar, *Sahibs and Munshi*, Calcutta: Orion, 1978.
4. Dutta, K.K., *Studies in the History of Bengal Subah*, Vol. II, Calcutta University, Calcutta, 1936.
5. Karim, Abdul, *MurshidQuli Khan and His Times*, Asiatic Society of Pakistan, Dacca, 1963.
6. Ray B, *District Census Handbook Murshidabad District*, 1961.
7. Sarkar, Jagdish Narayan, *History of History Writing in Medieval India*, RatnaPrakashan, Calcutta 1977.
8. Sarkar, Jagdish Narayan, *Islam in Bengal*, Calcutta, 1972.
9. Sharma, Ram, *The Religious Policy of the Mughal Emperors*, 2d ed. (London: Asia Publishing House, 1962).

فہرست نسخ خطی

1. Ivanow, Weladimir. *Concise Descriptive Catalogue of the Persian Manuscripts*, the Asiatic Society, Kolkata 1985.
2. Muqtadir, Abdul and M. Hidayat Hossain *Catalogue raisonne of the Buhar Library*, edited by WasimNasirRizawi, Maulvi vol. 1, Calcutta: Imperial Library, 1982.
3. Perti, R.K. (ed) *Catalogue of Manuscripts of Fort William College Collection in the National Archives of India Library*, New Delhi, 1989.
4. *Proceedings of The Asiatic Society* vol. I, 1784-1800 comp. & ed. Sibadas, Calcutta, 1980.